اورنگزیب یوسفزئی

فروری 2017

سلسلہ وار موضوعاتی تراجم کی قسط نمبر 36

Thematic Translation Series Installment 36

سورۃ النساء: آیات ۲۲ سے ۲۵ ۔ ذکر شادیوں کا یا انسانی حقوق کا؟؟؟

Chapter An-Nisaa, Verses 22-25 - Marriages or Human Rights???

تحریرِ ھذا سورۃ النساء سے چند آیاتِ مبارکہ کا قرینِ عقل ترجمہ پیش کرنے کی ایک کوشش ہے۔ ان آیات کے معانی کو قرآنِ عالی شان کے بلند و بالا علمی و ادبی اسلوب کی انتہائی مطابقت میں پیش کرنا جدید دور کا ایک اہم تقاضا تھا، کیونکہ ان کا ہمیں وراثت میں ملا ہوا ترجمہ اپنا کوئی عقلی و منطقی جواز نہیں رکھتا تھا۔ اسی لیے یہ ایک عجیب سی ابہام و الجھن کی کیفیات پیدا کرنے کا موجب تھا راقم کا مقصد پیشِ نظر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ معانی کی تطہیر کی مہم جاری رکھی جائے جو بالآخر قرآن کی خالص اور مصفّا صورت کو دنیا کے سامنے واشگاف انداز میں متعارف کرانے کا سبب بن جائے۔

روایتی تفاسیر و تراجم، جو وسیع پیمانے پر ملوکیتی دست بُرد کا شکار ہوئے، قرآن کے انہی احکامات کی ایک ایسی مضحکہ خیز اور لغو صورت دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جو مسلم سکالرز کو ہر فورم پر ایک معذرت خواہانہ انداز اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے، اور دنیا کو مسلم امت کا مجموعی طور پر تمسخر اُڑانے کا موقع بھی فراہم کرتی ہے۔ فلھذا پیشِ خدمت ہے قرآنی آیات کا وہ شایانِ شان ترجمہ جو کسی بھی بین الاقوامی فورم پر بغیر شرمندگی و معذرت پیش کیا جا سکتا ہے اور جس کے ذریعے قرآن کے انسانی سیرت و کردار کی تعمیر پر منحصر انقلابی تحریک کے پیغام سے جدید دانشور دنیا کو روشناس کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

آیت ۲۲/۴ کمزور طبقات کے حقوق کے بارے میں ایک تنبیہ سے شروع ہوتی ہے جہاں کہا گیا ہے کہ:

[النساء 22/4] وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا

"اور تم معاشرے کے کمزور طبقات اور خواتین کا سب کچھ اپنے قبضے اور اختیار میں مت لے لیا کرو جیسا کہ تمہارے اباواجداد کیا کرتے تھے، سوائے اس کے جو ماقبل میں گذر چکا، کیونکہ یہ ایک شیطانی عمل ہے، ایک قابلِ نفرت اور ایک بُرا راستہ ہے۔"

اب یہاں واردات کچھ اس طرح کی گئی کہ ملوکیتی تہذیب کی سرپرستی میں سیکس کے متوالوں نے "نکاح" کا ایک ہی معنی پڑھ رکھا تھا،،،،،یعنی شادی۔اور نساء کا بھی ایک ہی معنی،،،،یعنی عورت۔۔۔۔۔۔اس لیے جھٹ ترجمہ کر دیا گیا!"اُن عورتوں سے نکاح [یعنی شادی یا جنسی عمل] مت کرو جن سے تمہارے باپ دادوں نے نکاح [شادی یا جنسی عمل] کر لیا ہو" ۔۔۔۔۔کوئی بھی دستیاب قرآنی باترجمہ نسخہ کھول کر دیکھ لیں، یہی فرسودہ ترجمہ آپ کے سامنے ہوگا۔

لفظ نکاح کے ایک گہرے لغوی مطالعے نے ثابت کر دیا ہے کہ "نکاح" شادی کے معنوں میں صرف وہیں لیا جا سکتا ہے جہاں اس کے ذیل میں کوئی اور لفظ بھی استعمال کیا گیا ہو جو شادی کے معنی کی جانب راہنمائی کرتا ہو۔۔۔۔۔۔صرف لفظ "نکاح" جہاں بغیر کسی اضافی یا ذیلی لفظ یا لاحقے یا ترکیب کے لکھا پایا جائے گا وہاں اس کے معنی خود بخود مرد اور عورت کے درمیان شادی کا رشتہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ وہاں اس کے دیگر معانی کا اطلاق ہوگا۔ دیگر معانی میں "کسی پر تسلط کر لینا،،، کسی کو مغلوب کر لینا،،، کسی کو اپنے قبضے، تحویل وغیرہ میں لے لینا، کسی سے اتفاق رائے پر مبنی کوئی اشتراکِ عمل کر لینا [agreement]، ایک چیز کا دوسری میں انجذاب کا عمل، وغیرہ، وغیرہ" شامل ہیں جو متن کے سیاق و سباق کے مطابق قابلِ اطلاق ہوں گے۔ اس لسانی قاعدے / قانون کی جانب یہ مستند اشارہ بات کو سمجھنے والوں کے لیے فکر و خیال کے کئی در کھول دیتا ہے اور ذہن میں اُٹھنے والے بہت سے سوالات کے جواب پیش کر دیتا ہے۔

لیکن پھر بھی ہمارے قدیمی تراجم سے ہمارے اسلاف کی سازش یا عقل و فکر کا فقدان ملاحظہ فرمائیے کہ۔۔۔۔۔ بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ نئی نسل کے جوان لوگ اپنے بوڑھے باپ دادا کی استعمال شدہ یا منکوحہ خواتین کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں،،،،، اور وہ بھی اس شد و مد کے ساتھ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنی کتاب میں اس امر کو تصریحاً ممنوع قرار دینا پڑے کہ ایسا ہرگز مت کرو؟؟؟؟۔۔۔۔۔یہ قرآن کے ساتھ کتنا بڑا مذاق کیا گیا ہے ؟؟؟۔۔۔۔۔۔ حساب لگائیے کہ باپ دادا کی منکوحہ خواتین عمر اور ضعیفی کے کس درجہ پر ہوں گی، اور وہ کون فاترالعقل جوان مرد ہوں گے جو اپنی ہم عمر خواتین کو چھوڑ کر اُن ضعیف عورتوں سے نکاح کرنا چاہیں گے جو درحقیقت اُن کی ماوں، نانیوں، دادیوں وغیرہ کے منصب پر سرفراز ہوں گی؟؟۔۔۔۔ پھر اگر کوئی سکالر یہ فضول تاویل دے کہ "عربوں میں ایسا ہوتا تھا"،،،،،،، تو اُس کی عقل پر فاتحہ پڑھنے کو دل چاہے گا۔۔۔۔ میرے عزیز بھائیو، قرآن عربوں کے لیے نازل نہیں ہوا تھا، بلکہ جملہ انسانیت اور کُل اقوامِ عالم کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اس لیے اس کے ہر حکم کا تمام اقوام پر یکساں اطلاق ممکن ہونا ضروری تھا۔

کچھ طفلانہ ذہنیت کے کٹ حجت روایت پرست دیوانگی کو فرزانگی ثابت کرنے کی بھونڈی کوششیں کرتے ہوئے یہ استدلال بھی کرتے دیکھے گئے ہیں کہ "ہو سکتا ہے کہ باپوں اور داداوں نے بہت چھوٹی عمر کی لڑکیوں سے شادیاں کی ہوں اور وہ ابھی اتنی جوان العمر ہوں کہ بیٹے اور پوتے ان سے شادیاں کر لیا کرتے ہوں" ۔ ظاہر ہے کہ اس دلیل میں کوئی منطق پھر بھی نہیں پائی جاتی۔ یہ کوئی دلیل ہی نہیں بلکہ محض بُودی بہانہ بازی کے ذیل میں آتی ہے۔ قرآن یہاں "آباؤکم" کہہ رہا ہے، جس میں تمام آباواجداد، یعنی دادا، پردادا، نانا اور پرنانا سبھی آ جاتے ہیں۔ اور ایسے بزرگوں کی چھوڑی ہوئی خواتین کبھی بھی جوان العمر نہیں ہو سکتیں۔ اگر فرض کر لیں کہ استثنائی حالت میں کبھی ایسا ہو بھی جائے تو رشتہ تو اُن سے پھر بھی ماں، دادی یا نانی

ہی کا، یا پڑدادی اور پڑنانی ہی کا قائم ہوتا ہے۔ ایسا استدلال کرتے ہوئے انسان کو کچھ شرم ضرور آنی چاہیئے۔ یاد رہے کہ ایسے رشتوں کے ساتھ ازمنہِ وسطیٰ کے مہذب معاشروں میں ایسی شادیاں یا ایسے جنسی تعلق کی کوئی دستاویزی تاریخ یا ثبوت دستیاب نہیں ہے

اب جب کہ ہم جان گئے ہیں کہ 4/22 میں نکاح بمعنی "شادی" کا ذکر تک نہیں ہے، بلکہ بنیادی انسانی حقوق کے ضمن میں کمزوروں اور خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک صریح حکم دیا گیا ہے،،،،،،،،، تو آیئے اب ملوکیت کے شیطانی اثرات سے ماوف عقلوں پر فاتحہ پڑھتے ہوئے اگلی آیت نمبر 4/23 کے ساتھ "نکاح" کے شوقینوں نے کیا سلوک کیا ہے وہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔

اس ضمن میں تمام روایتی تراجم آپ کو یہی بتائیں گے کہ یہاں نعوذ باللہ ماں، بہن، بیٹی وغیرہ سے " شادی" سے منع فرمایا جا رہا ہے،،،[کوئی بھی اردو / انگلش ترجمہ اُٹھا کر دیکھ لیں]۔یعنی یہاں روایت پرستوں کو لفظ حرام یا حرمت کا ایک ہی معنی نظر آتا ہے،یعنی ممنوع، ناجائز، غیر قانونی، وغیرہ۔ گویا ان کے نزدیک "مسجد الحرام" کا معنی بھی "ممنوعہ یا ناجائز مسجد" سمجھ لیا جائے؟؟؟۔۔۔اور گویا کہ ہمیں اور دنیا کو یہ بتانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ زمانہِ رسول کے عرب لوگ اس قدر جنسی جنونی تھے کہ رشتوں کی حرمت کا کوئی ادراک ہی نہیں رکھتے تھے، اور اہلِ کتاب کے ساتھ صدیوں رہتے ہوئے بھی انہیں یہی علم نہ تھا کہ ماں ماں ہی ہوتی ہے اور بیٹی اور بہن صرف بیٹی اور بہن ہی ہو سکتی ہے۔ خواتین کے ساتھ انسان کے یہ رشتے بیویوں کے رشتے میں یا جنسی تعلق کے رشتے میں ہر گز تبدیل نہیں ہو سکتے

۔

کمال تو یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس نے ہر گز کسی نکاح یا شادی کا ذکر ہی نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ سابقہ آیت سے نہایت مکاری کے ساتھ نکاح بمعنی شادی اُٹھا کر یہاں بھی جوڑ دیا گیا کیونکہ اس پیوند سے مسلمان امت کی خوب تذلیل ہو سکتی تھی۔ دنیا یہ بآسانی باور کر سکتی تھی کہ یہ وہ وحشی قوم ہوا کرتی تھی جو ان حرمت والے رشتوں سے بھی شادیاں کر لیا کرتے تھے یا [نکح] جنسی تعلق قائم کر لیا کرتے تھے۔ اس لیے انہیں جبراً ایک راست حکم دے کر اس Incest کی بھیانک اور قبیح روٹین کو "حرام" قرار دے کر اس سے روکنا پڑا؟؟؟

دیکھیے آیتِ مبارکہ نکاح یا شادی کی بجائے کیا واضح کر رہی ہے، اور کس طرح عورت ذات کے تقدس اور تحفظ پر سابقہ آیت کے تسلسل میں مزید زور دے رہی ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا

"۔۔۔۔خواتین کی حرمت اور تقدس تم پر کلّی تناظر میں واجب کر دی گئی ہے خواہ وہ تمہاری مائیں ہوں، تمہاری بیٹیاں ہوں، تمہاری بہنیں ہوں، اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں ہوں، اور بھتیجیاں اور بھانجیاں ہوں، اور تمہاری رضاعی مائیں اور تمہاری رضاعی بہنیں بھی اس میں شامل ہیں، اور تمہاری خواتین کی مائیں اور تمہاری ان خواتین کی وہ بیٹیاں جن کے معاملات میں تم دخل رکھتے ہو اور جو تمہاری حفاظت میں ہیں، سب شامل ہیں۔ اور جن کے معاملات میں تم دخل نہیں رکھتے ہو، تو تم پر ان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، نیز تمہارے صلب سے پیدا ہوئے بیٹوں کی بیویاں بھی تمہارے لیے عزت کی جگہ ہیں۔

اور اس امر کا بھی خیال رہے کہ تمہاری سرپرستی میں آجانے والی دو ہم خیال و ہم نظریہ قوموں / قبیلوں / گروہوں کے درمیان، ضرورت پڑنے پر اتحاد و یگانگت و ہم آہنگی پیدا کر دیا کرو، اس طرح کہ ان کے درمیان ماقبل میں جو کچھ ہو چکا ہو اسے رفع دفع کر دیا جائے، کیونکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہمیشہ رحم کرنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے۔"

تو دوستو، متعدد نکاحوں یا شادیوں کی تفریح کا یہاں قصہ ختم ہو تا ہے۔۔۔۔۔ اور عورت ذات کا بالعموم احترام اور تقدس ملحوظ رکھنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی سے صادر کیے گئے ایک لازمی قانون کی صورت، ہمارے مردانہ تسلط والے معاشروں کی اصلاح کے لیے، ہمارے سامنے آجاتا ہے۔۔ ملوکیتی تہذیب نے اپنی غلط کاریوں کے جنون میں عورت ذات کو جس غلامی اور متعدد شادیوں کے ستم کا قرآنی تحریفات کے ذریعے شکار بنایا تھا، اس کے ڈھول کا پول ایک راست اور مستند قرآنی ترجمے کے ذریعے کھول دیا گیا ہے۔

نیز آیت کے آخری حصے میں "بین الاختین" کے غلط ملوکیتی ترجمے سے پیدا ہونے والا دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں لانے کے ڈھونگ پر مبنی بحث مباحثہ بھی یہاں ایک منطقی اور شعوری ترجمے کے ذریعے اختتام پذیر ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ آپ نے درج بالا سطور میں نوٹ فرما ہی لیا ہو گا، دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں لینے کا کوئی ذکر یہاں متعلقہ قرآنی متن کی رُو سے ثابت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس عرب سکالرز کی تحریروں کے ذریعے یہ تاریخی دستاویزی ثبوت موجود ہے کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں لانا زمانہِ جاہلیہ کے بُت پرست عربوں میں بھی ایک انتہائی قبیح حرکت سمجھی جاتی تھی، اور ایسا کوئی رواج موجود ہی نہیں تھا کہ قرآن میں اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کی ممانعت پر عمومی یا خاص طور پر زور دیا جاتا۔

نیز اتمام حجت کے لیے اب یہاں آیات 4/24 اور 4/25 کا عقلیت پر مبنی ترجمہ بھی دیا جا رہا ہے تاکہ اذہان میں اُٹھنے والے مزید نئے سوالات کو بھی جوابات فراہم کر دیے جائیں۔

درج بالا دونوں آیات کے منطقی اور قرین عقل تراجم سے یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ یہاں نکاح اور شادی قرآن کا موضوع ہی نہیں ہے، اب اگلی آیات سے ہمارے اس ماحصل کی مزید تصدیق بآسانی ہو جاتی ہے کہ یہاں دراصل عورت اور کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ، ان کے عزت و احترام اور حکومتی بالادستی کے تحت آجانے والے علاقوں کے لوگوں کے ساتھ حسنِ معاملت زیرِ بحث ہے۔ اور اس سلسلے میں اشتراکِ کار، فلاحِ عامہ اور گورننس کے انسانی اصولوں کی بات کی جا رہی ہے۔ سابقہ آیت کے آخری فقرے سے جہاں دو ذیلی جماعتوں کے

درمیان اتحاد، اتفاق، خیر سگالی کو فروغ دینے کا معاملہ واضح کیا گیا ہے، [نہ کہ دو بہنوں کے ساتھ بیک وقت شادی کے سوال کا مضحکہ خیز ڈھونگ] اب بات وہیں سے، اُسی سیاق و سباق میں اور آگے بڑھتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:-

آیت 4/24: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا

""کمزور عوام میں سے جو جماعتیں/ گروپس / کمیونیٹیز کوئی غیر قانونی یا غیر اخلاقی عمل کا ارتکاب نہ کر رہی ہوں، ان کو جبراً اپنے تسلط میں لانا منع کیا گیا ہے، سوائے ان کے جو ما قبل سے ہی کسی عہد و پیمان کے تحت تمہارے تسلط یا سرپرستی یا ماتحتی میں آ گئی ہوں۔ یہ اللہ نے تم پر ایک قانون کے طور پر لاگو کر دیا ہے۔ اور اس مخصوص صورتِ حالات کے علاوہ جو کچھ اور صورت اس معاملے کی ہو تو وہ تمہارے لیے جائز کر دی گئی ہے یعنی کہ اگر تم ان کی فلاح پر اپنے اموال خرچ کرتے ہوئے ایسی جماعتوں کو اپنی حفاظت کے حصار میں لانا چاہو، نہ کہ خون بہانے والے بن کر۔ پھر تم ایسے لوگوں یا قوموں کے الحاق سے جو کچھ بھی فوائد حاصل کرو تو انہیں اس کا پورا معاوضہ اور ان کے حقوق ایک فرض سمجھتے ہوئے ادا کرو۔ اور اس میں کوئی برائی نہیں کہ اس فریضہ کو پورا کرنے کے بعد کچھ اور بھی علیحدہ سے تمہارے درمیان رضامندی سے طے پا جائے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تمام کاروائیوں اور نیتوں کا علم رکھتا ہے اور نہایت دانش کا مالک ہے۔""

آیت 4/25: وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۚ فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ۔۔۔ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنكُمْ ۚ وَأَن تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٥﴾

""اور پھر تم میں سے جن علاقوں کی قیادت مادی ذرائع کی فراوانی یا قوت [طولا] میں اتنی استطاعت نہ رکھتے ہوں کہ مضبوطی اور قوت رکھنے والی نا قابلِ دسترس مومن جماعتوں / قبیلوں / اقوام کے ساتھ کوئی اشتراکِ کار یا الحاق و بالا دستی کا سمجھوتا کر پائیں تو پھر وہ تمہاری ما قبل سے زیر سرپرستی موجود جماعتوں / قوموں [مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم] میں سے ہی نوجوان اور بہادر مومن گروپوں کے ساتھ الحاق یا شراکتِ کار کر لیں۔ اللہ تمہارے عہد و پیمان سے بخوبی باخبر رہتا ہے۔ تم سب ایک دوسرے کے قریبی ساتھی کی حیثیت رکھتے ہو۔ پس اشتراکِ عمل کے عہد نامے ان جماعتوں کے معتبر لوگوں کی اجازت سے کرو اور ان کے حقوق قانونی طریقے سے ادا کرو اس طرح کہ وہ اخلاقی اور قانونی طور مضبوط رہیں، خون نہ بہائیں اور نہ ہی

خفیہ سازشیں کرنے والی ہوں۔ پھر جب وہ اس اشتراک کے نتیجے میں طاقتور اور محفوظ ہو چکی ہوں اور پھر کسی قسم کی زیادتیوں کا ارتکاب کریں تو ان پر دیگر مضبوط اور تحفظ کی حامل جماعتوں کی نسبت نصف سزا لاگو ہوگی۔ یہ ترجیحی سلوک تم میں سے ان کے لیے ہے جو نامساعد اور مشکل حالات کا سامنا کر رہے ہوں۔ لیکن اگر ان حالات میں بھی تم استقامت سے کام لیتے ہوئے اپنے کردار مضبوط رکھو گے تو یہ تمہارے لیے خیر کا باعث ہو گا کیونکہ اللہ تعالی مشکلات میں سامان تحفظ اور نشوونما دینے والا ہے۔""

یہ قرآن کے انتہائی بلند و بالا ادبی اسلوب کے مطابق کیا گیا ایک علمی اور منطقی ترجمہ ہے۔ قرآن کا ان آیات میں تخاطب اربابِ حکومتِ اسلامیہ سے ہے۔ اس بات کا اعتراف کروں گا کہ یہ پڑھنے والوں کی اکثریت کے سر پر سے گذر سکتا ہے کیونکہ یہ جس شعوری سطح کا تقاضا کرتا ہے وہاں تک ہماری سوچوں کو لے جانے کے لیے کوئی منظم کوشش کی ہی نہیں کی جا سکی۔ معدودے چند دانشورانِ ملت کی تحریریں ہی قرآنی آئیڈیالوجی کے ان پہلووں کی جانب اشارے کرتی ہیں اور وہ بھی عمومی طور پر دستیاب نہیں۔ اُس سطح تک صرف نہایت پختہ عمر اور وسیع مطالعہ رکھنے والے کار آزمودہ اذہان ہی پہنچ سکتے ہیں۔ البتہ کھوج میں سرگرداں بے قرار روحوں کے لیے چند موقر اساتذہ کے نام پیش کر دیتا ہوں جن کا مطالعہ ذہنی افق کو وسیع کرنے کے لیے نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔ جیسے کہ ڈاکٹر رفیع الدین، ڈاکٹر فضل الرحمان، ڈاکٹر رشید جالندہری، ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم، ڈاکٹر یوسف گورایہ، پروفیسر محمد اجمل خان، ڈاکٹر علی شریعتی، امام انقلاب عبید اللہ سندھی، اور دیگر۔ نیز علامہ اقبال کے مشہور لیکچرز کے بارے میں تو اکثریت نے سنا ہی ہوگا۔ تاہم اِس جدید ترین قرینِ عقل ترجمے کی تمام لغوی، لسانی اور نظریاتی سندات اس نوعیت کی موجود ہیں جن کو مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری جانب یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمیں وراثت میں ملے ہوئے روایتی تراجم جو ملوکیتی سازش کے تحت کیے گئے تھے، بآسانی انتہائی احمقانہ، لغو، شرمناک، رُسوا کُن اور کالعدم قرار دیے جا سکتے ہیں۔

اللہ آپ سب پر الہامی بصیرت کے راستے کھول دے اور اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

آخر میں اس ترجمے پر ایک عالم وفاضل قاری کے تاثرات کو قلمبند کر دیا جاتا ہے جن کے دلائل قابلِ مطالعہ ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

NADEEM QURESHI TO AURANGZAIB YOUSUFZAI

""بہت بہت شکریہ سر۔ بالکل قابل فہم اور انتہائی سلیس ترجمہ کہ عقل ہضم کر سکے۔

اب مزید وضاحت یوں ہوگئی کہ جب قانون پڑھ رہے تھے تو قانون کی بنیادی تعریف پڑھی تھی کہ "وہ اصول جن کا اطلاق تمام لوگوں پر یکساں ہو قانون کہلاتا ہے"۔ گو کہ انسان کا بنایا ہوا کوئی قانون آج تک اپنی بنیادی تعریف پر پورا نہیں اترا کیونکہ حالات، زمانوں اور سماجوں کی مسلسل جاری تبدیلیوں سے انسانی قوانین میں ترمیم و تنسیخ ہوتی رہی ہے اور ہمیشہ مقتدر قوتوں اور قوموں نے اپنے بنائے گئے قوانین کو اپنے مفادات کی خاطر مروج کیا اور فوقیت دی۔

ہمیں بھی قران کے ادنٰی سے طالب علم ہونے کے سبب سے مختلف تراجم پڑھ کر اس بات سے بخوبی آگاہی ہو چکی تھی کہ روایتی تراجم کے اکثریتی حصے کو کسی طور خدائی اصول و قوانین نہیں کہا جاسکتا کیونکہ انکا اطلاق کُل انسانیت پر ہو ہی نہیں سکتا، ہاں صرف انسانیت میں فرقہ بن کر دوسرے مذاہب کی طرح عقیدہ اور رسوم کے طور پر اس کی پیروی ضرور کی جاسکتی ہے جبکہ یہ بات خالق کائنات کو زیب ہی نہیں دیتی کہ وہ ایک شعور رکھنے والی مخلوق کو ابہام سے پُر ہدایات نازل کردے اور انسانوں کی طرح اپنے ہی قوانین کو "ناسخ و منسوخ" بھی کرتا رہے۔

تینوں اقساط کے ترجمہ نساء کے روایتی تراجم کا اطلاق بحثیت اصول و قانون کُل انسانیت پر لاگو ہی نہیں ہوتا جبکہ آپکے کئے گئے جدید ترجے کا اطلاق کسی بھی مذہب کا باشعور انسان بغیر کسی حیل وحجت کے فوری تسلیم کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اس کو موجودہ دور کے حساب سے یوں ثابت کیا جاسکتا ہے جیسے چین میں 38 سالوں تک ایک بچہ پیدا کرنے کی پابندی رہی اسی وجہ سے وہاں کسی بچے کی نہ خالہ تھی، نہ چاچی نہ پھوپی، نہ کوئی بھانجی نہ بھتیجی کہ اس پر نساء کے روایتی ترجمہ کا کوئی اطلاق ہو۔ ہاں اس جدید ترجے کو کسی بھی انسانی معاشرے پر کسی بھی زمانے میں ضرور لاگو کیا جاسکتا ہے۔
جزاک اللہ خیر کم۔""

ختم شد۔